شذرات

اسلام کی برکات سے جہاں نوعِ انسانی کے ایک صنف مرد کو نفع پہنچا تو عورت نے بھی اس سے اسی طرح کا فائدہ حاصل کیا۔ ویسے تو شرائع الہیہ نے عورت و مرد کے رشتہ کے قیام و بقا اور اس کے مقاصد کی تکمیل کی طرف توجہ کی ہے مگر باہمی حقوق کے سلسلہ میں جو وضاحت شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اتنی کہیں سابقہ شریعتوں میں نظر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے کینہ و بغض نہ رکھے جس کے بعض اوصاف و اخلاق ناپسندیدہ ہیں اور بعض پسندیدہ ہیں۔" حضرت شاہ ولی اللہؒ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حدیث کے یہ معنیٰ ہیں کہ اگر آدمی کو بی بی کا کوئی وصف اور عادت مکروہ اور ناپسندیدہ ہو تو مناسب یہی ہے کہ وہ اسے طلاق دینے میں جلدی نہ کرے کیوں کہ اکثر ہوتا ہے کہ اس کے اندر بہت سے پسندیدہ اخلاق و اوصاف بھی ہوتے ہیں جنھیں وہ پسند کرتا ہے، اس لیے اس کی معاشرت کی تلخی کو برداشت کرلینا چاہیے۔

اسلام میں مردوں کو عورتوں کے سلسلے میں معروف اور دستوری معاشرت کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے رہو سہو اور معاشرت کرو۔ اس کی تفسیر میں شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں: اس آیت کی تفصیل و تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نان و نفقہ، لباس، کپڑا، حسنِ معاملہ، حسنِ سلوک سے کردی ہے۔ اور وہ شرائع جو وحی الٰہی کی طرف مستند اور منسوب ہیں ان میں رزق و نفقہ کی قسم اور مقدار متعین کرنا ناممکن ہے،

کیوں ساری روئے زمین کے انسان کبھی ایک ہی چیز پر متفق ہو جائیں یہ ناممکن ہے، اور یہی وجہ ہے جو رزق و نفقہ اور لباس کا حکم علی الاطلاق عموی دیا گیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کیوں کہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے امان کے ساتھ اپنے قبضہ میں لیا ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر رابطہ و تعلق کے مقاصد کی تکمیل الفت و محبت کے بغیر ناممکن ہے۔ اور الفت و محبت اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ میاں بیوی، دونوں چند خصائل و اخلاق کے پابند نہ ہوں مثلاً ہر دو باہمی مواسات و ہمدردی برتیں، اگر ایک دوسرے سے کوئی افراط و تفریط پیش آئے اور سوء ادب پایا تو عفو و درگزر کیا کریں اور کینہ و حسد پیدا کرنے والے امور سے اجتناب و احتراز کیا کریں اور باہم خوش طبعی، زندہ دلی، خوش مزاجی، خندہ روئی کی طرح ڈالیں نیز اس قسم کے تمام دیگر امور پیش نظر رکھے جائیں۔ پس حکمت الٰہیہ کا اقتضاء یہی ہے کہ لوگوں کو اس قسم کے خصائل کی ترغیب دی جائے اور ان کو پوری طرح اس پر آمادہ کیا جائے۔

اسلام سے پہلے عورت کی انسانی معاشرہ میں کوئی عزت نہ تھی، عرب میں تو لڑکیوں کو عار اور دوسری وجوہات کی بناء پر زندہ درگور دفن کیا جاتا تھا۔ قرآن حکیم میں اس پر یہ وعید نازل ہوئی :- (ترجمہ) "اور جب قبر میں زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے یہ پوچھا جائے گا کہ اس کو کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا" اس دھمکی کا یہ اثر ہوا کہ انسانی معاشرہ سے اس قبیح عادت کی بیخ کنی ہو گئی۔

نظام خانہ داری میں مرد و عورت کے حقوق کو مساویانہ درجہ دیا گیا ہے۔ جبلی طور پر اگرچہ مرد کو عورت پر قابو ہونا ضروری ہے مگر جہاں تک تدبیر منزل کا تعلق ہے اس میں دونوں کے ایک دوسرے پر حقوق متعین کیے گئے اور ان میں رخنہ ڈالنا نظام شریعت کی خلاف ورزی قرار دیا گیا جس سے تخریب منزل کی صورت ابھر آتی ہے۔ تخریب منزل کے بارے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ چند خصلتیں ایسی ہیں جو عام طور پر لوگوں میں شائع اور رائج ہیں اور اکثر لوگ ان میں مبتلا ہیں اور اس لیے شریعت کا ان خصلتوں سے تعرض کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ

ان خصائل میں سے ایک یہ ہے کہ بعض مرد متعدد عورتیں کر لیتے ہیں اور تقسیم نوبت اور اس قسم کی دوسری چیزوں میں کسی ایک عورت کو قربت و برتری دیتے ہیں اور دوسری پر ظلم کرتے ہیں اور اسے معلّق چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (ترجمہ)
"اور تم بہتیرا چاہو لیکن یہ تم سے نہیں ہو سکے گا کہ کئی کئی بیبیوں میں پوری پوری برابری کر سکو تو بالکل ایک ہی طرف نہ جھک پڑو کہ دوسری کو چھوڑ بیٹھو گویا ادھر لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور زیادتی کرنے سے بچے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ایک حدیث میں ہے:۔ "کسی کی دو عورتیں ہیں اور وہ دونوں میں عدل و انصاف نہیں کرتا تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا۔"

بہرحال عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں اس قسم کی بیسیوں آیات اور احادیث ہیں جن سے عورت کا انسانی معاشرہ میں مرد کے مساوی ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلام کا انسانی معاشرہ پر بڑا احسان ہے۔

اس سال کو عورتوں کے حقوق کا عالمی سال قرار دیا گیا ہے حالانکہ اسلام نے تو ان کو چودہ سو (۱۴۰۰) سال پہلے حقوق دیئے ہیں اور معاشرہ میں ان کو مردوں کے برابر حقوق دیئے ہیں جن کو ہم بھول گئے ہیں۔

یہ دنیا فانی ہے، کوئی نسمہ جب پیدا ہوتا ہے تو اپنے ساتھ موت کا پیام بھی لاتا ہے اس لحاظ سے تو موت یقینی چیز ہے اس پر بے صبری بے سود ہے۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جدائی ان کے اعزہ واقارب کے لیے خصوصاً اور احباب کے لیے عموماً ایک عظیم صدمہ کی سبب بنتی ہے اور خاص طور پر جب وہ اللہ کا پیارا ہونے والا عالم شباب میں واصل بحق ہوا ہو۔ ایسا ہی صدمہ ہمارے قریبی دوست سندھ کے مشہور مؤرخ اور ادیب پروفیسر محمد ایوب قادری کے نوجوان صاحبزادے کی ناگہاں موت اور جدائی سے لاحق ہوا ہے۔ ہم اس میں مرحوم کے بزرگوار والد سے شریک غم ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔